IJAER/ November-December 2025/Volume-14/Issue-6 ISSN: 2278-9677
International Journal of Arts & Education Research
(Peer-Reviewed, Open Access, Fully Refereed International Journal) Impact Factor:7.06

حافظؔ شیرازی عظیم ترین فارسی غزل گو شاعر ...... ایک تجزیہ

ڈاکٹر محمد ساجر
شعبہ فارسی

تعارف: حافظ شیرازی فارسی زبان کے عظیم ترین غزل گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا اصل نام خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی تھا۔ ان کا تخلص''حافظ'' جبکہ شیرازی نسبتِ وطن ہے۔ انہیں فارسی غزل کا عروج اور کلاسیکی فارسی شاعری کا ایک بلند ترین مقام حاصل ہے۔ حافظ کا دیوانِ فارسی زبان وادب کی شاعری اور دنیا کے مقبول ترین شعری مجموعوں میں شمار ہوتا ہے۔ دیوان کےبے شمارنسخے ہندوستان کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں جہنیں مختلف ادوار میں خطاطوں نے نقل کیا ہے۔

حافظ کی شاعری میں عشق، عرفان، تصوف، انسانی آزادی، رندی، اخلاق، زندگی کی ناپائیداری، تقدیر، خوش باشی اور ریاکاری کی مخالفت جیسے موضوعات نہایت خوب صورت انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ یوں کیہں کہ حافظ شیرازی فارسی ادب کے آسمان کا ایک ایسا درخشاں ستارہ ہیں جس کی روشنی صدیوں بعد بھی کم نہیں ہوئی۔ انہوں نے غزل کو محض محبوب کی تعریف یا ذاتی عشق کے اظہار تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے انسانی زندگی،روحانی جستجو، اخلاق، فلسفہ، آزادی، رندی اور عرفان کے اظہار کا وسیلہ بنا دیا۔

حالات زندگی : حافظ شیرازی کی زندگی کا زمانہ 726 سے 792 ہجری کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ ایران میں جنگ و جدال اور افرا تفری کا زمانہ تھا۔ تیموری حملوں کے نتیجے میں ایران کی بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ اس کے باوجود علما اور شعراء کی علمی اور عرفانی محفلیں برقرار رکھتے تھے۔ حافظ نے شیخ مجدالدین، شیخ بہاؤ الدین، سید شریف جرجانی اور شمس الدین عبد اللہ شیرازی سے استفادہ کیا۔ انھیں شیراز سے بے پناہ محبت تھی اسی لیے انھوں نے مصلی اور رکن آباد سے دوری اختیار نہ کی۔ اپنی پوری زندگی میں یزد اور ہرمز کی جانب دو مختصر سفر کیے جو ان کے لیے خوشگوار نہ تھے، دیوان حافظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے اہل وعیال بھی تھے جن کی رفاقت میں وہ اپنے دکھ بھال کے لیےجایا کرتے تھے۔ ان کا ایک بیٹا ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا اس کے باوجود ان کے دل سے اپنے گھر اور اہل خانہ کی محبت کم نہ ہوئی (آقای نفیسی کی تحقیق کے مطابق) حافظ شیرازی اپنے تین بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے والد کی وفات کے بعد خمیر بنانے کا پیشہ اختیار کرلیا۔ آپ کسبِ معاش میں مصروفیت کے باوجود ان کی دکان کے پاس ایک مدرسہ تھا، حصولِ علم کے لئے ان کا ذوق بھی بڑھا خمیر کی کمائی کا ایک حصّہ اپنی والدہ کو دیتے اور دوسرا حصّہ اپنی تعلیمم پر خرچ کرنے لگے مکتب میں انہوں نے قران پاک حفظ کرلیا اور اسی نسبت سے تخلص بھی اختیار کیا۔

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ   بہ قرانی کہ اندر سینہ تو داری

حافظ نے 791 ہجری میں شیراز کے مقام پر وفات پائی اور مصلی کے مقام پر دفن ہوئے۔ ان کا مزار ہر خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

شاعری کا آغاز: حافظ کی شاعری کا آغاز جس زمانہ میں ہو رہا تھا اس وقت شیراز کے ہر گھر میں شعر و سخن کی صدائیں بلند ہو رہی تھی چنانچہ حافظ نے بھی شعر کہنے شروع کیے لیکن بتایا جاتا ہے کہ شروع کی شاعری میں اس قدر بلندی نہیں تھی ۔ ان کے محلے میں ایک بزاز صاحب ذوق تھے حافظ دیگر لوگوں کے ساتھ ان کی مجلس میں شریک ہوتے اور اور شعر کہتے (ملا عبدالنبی تالیف ''میخانہ'') میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبد النبی نے "" میخانہ عبد النبی "" میں ذیل واقع کو بھی نقل کیا ہے

شاخ نبات: عبد النبی '' میخانہ'' کی رو سےحافظ کو ایک عورت سے عشق ہوگیا تھا لیکن مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے ان کی محبوبہ سے وصال کی کوئی صورت نہ بن سکی لیکن تاریخی اعتبار سے یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں کہ یہ کسی عورت کا نام ہے۔ زیادہ تر اسے حافظ کی شاعری میں محبوب ،حسین ، عشق اور روحانی جمال کی علامت سمجھا جاتا ہے ۔ چنانچہ کاشی ناتھ پنڈت نے اپنی کتاب بزمِ حافظ شیرازی ص ۱۴۸تا ۱۵۲ تمام مفکرین کی رائے پر اپنی رائے اس طرح دی ہے کہ اس افسانے کو فرضی اور خیالی بتایا ہے کیونکہ اس کی تصدیق کسی اہم اور مستند تذکرہ سے نہیں ہوسکی ، فی الجملہ کسی دوشیزہ کا حافظ کی زندگی میں ہونا ظن اور قیاس پر مبنی ہے۔ ان کی درستی کی تصدیق ایک مشکل اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے

عام لوگوں نے اس شعر کی نسبت سے شاخ نبات کوحافظ کی معشوقہ بتایا ہے ۔ ے

آن ہمہ شہد و شکر کز سخنم می ریزد
اجر صبریست کز آن شاخ نباتم دادند

لیکن حافظ اپنی شاعری کی شیرینی کو اپنےصبر کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ **شاخِ نبات** محبوب، عشق یا روحانی سرچشمے کی علامت بن کر سامنے آتی ہے۔

خواجہ حافظ شیرازی اور بابا کوھی کے درمیان ایک مشہور روہانی اور تاریخی روایت وابستہ ہے۔ روایت کے مطابق شروع شروع میں حافظ شیرازی کی شاعری پختہ نہ تھی تو وہ شیراز کے معروف بزرگ بابا کوہی کے مزار پر گئے، جہاں انہوں نے رات بھر گڑگڑا کر دعا مانگی یا بعض روایت کے مطابق چالیس دن چلہ کشی کی کہ یا تو انہیں شعر کہنے کی صلاحیت مل جائے یا موت۔ اسی تپش اور دعا کے بعد انہیں باطنی فیض حاصل ہوا اور وہ فارسی کے عظیم ترین شاعربن کر رونما ہوئے اور صبح یہ غزل لکھی جس مطلع ذیل ہے ے

دوش وقتِ سحر از غصّہ نجاتم دادند
وَندر آن ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند

حافظ کے نزدیک سحر روحانی بیداری کی علامت ہے۔ تاریکی غفلت اور آبِ حیات معرفت و عشقِ الٰہی کی علامت ہے۔

گزشتہ رات سحر کے وقت مجھے غم سے نجات عطا کی گئی، اور رات کی اس تاریکی میں مجھے آبِ حیات عطا کیا گیا۔ مجھے ذاتِ الٰہی کی نورانی شعاعوں سے بےخود کر دیا گیا، اور صفاتِ الٰہی کے جلوے کے جام سے مجھے شرابِ معرفت عطا کی گئی۔ یہاں بادہ اور جام صوفیانہ استعارے ہیں۔ حافظ ظاہری شراب مراد نہیں لیتے بلکہ عشق، معرفت اور روحانی سرمستی کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ حافظ کی سب سے بڑی ادبی خدمت **فارسی غزل کو عروج تک پہنچانا** ہے۔ حافظ کی غزل کے آہنگ پرصوفی صافی اور رند بلا نوش یکساں کیف و مستی کے ساتھ رقص کرتے ہیں

(To the tune of his poetry a mystic and drunkard dance alike)

جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ غزل کی شاعری داخلی شاعری ہوتی ہے۔ عام طور پرشاعروں کےغم، ان کی محرومیاں، شکوہ و شکایت، دل کی شکست، تنہائی کا احساس، اپنوں کی بے رخی اور اسی قبیل کی بہت ساری چیزیں بیان ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ غزل کو اگر سماج کا تہذیبی سرمایہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا اور فارسی غزل کا یہ پودا جسے رودکی سمرقندی کے قصیدہ کے تمہیدیہ ، ابتدائیہ، عشقیہ اور بہاریہ اشعارکے غزلیہ رنگ سے سعدی شیرازی نے الگ کر کےاسے صنف بنایا اور اپنے اپنے وقت میں تمام شعراء نے اسے رونق بخشی لیکن حافظ شیرازی نے اسے جو عروج بخشا ہے اس کا کویٔ دوسرا ثانی نہیں ہے۔

(شرح دیوان حافظ پروفیسر میاں مقبول احمد بٹ صفحہ ٦)

حافظ تقریباً اپنی تمام شعری قوت غزل میں صرف کرتے ہیں۔ان کی شاعری کا مجموعہ جو غزلوں پر مشتمل کلام کو غیب کی زبان (لسان الغیب) سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ بعد کے زمانے میں ان کے دیوان سے فال لینے کی روایت بہت مقبول ہوئی۔ حافظ کا دیوان فارسی گھروں میں غیر معمولی مقبول رہا اور ان کے بہت سے اشعار ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گئے۔عشقِ حقیقی، تصوف، رندی، اور معاشرتی منافقت ، حسنِ بیان، اور کلام کی کثیر المعنویت ان کا خاصہ ہے ایران کی **آفیشل ویب سائٹ** ایرانیکا کے مطابق ان کی شناخت بنیادی طور پر غزل کے شاعر کی حیثیت سے ہے، اور ان کی غزلیں عموماً تقریباً سات سے نو اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان میں ایک بحر، قافیہ اور بعض اوقات ردیف کی پابندی ہوتی ہے۔ اس میں پائی جانے والی کشش نے تمام مشرق اور مغرب کی شاعری کومتاثر کیا ہے۔حافظ نے غزل کو محض عشق و محبت کے اظہار کا ذریعہ نہیں رہنے دیا بلکہ اس میں تنقید اور اخلاقیی موضوعات کو شامل کیا ہے۔ حافظ کی وفات کے بعد ان کے اشعار کو مرتب کرکے دیوان کی صورت دی گئی۔ ابتدائی نسخوں اور اشعار کی ترتیب کے بارے میں علمی بحث بھی موجود ہے؛ حافظ کے دیوان کے متعدد قدیم قلمی نسخےملتے ہیں اور مستند متن کی تدوین ایک اہم تحقیقی مسئلہ رہی ہے۔ ایرانیکا کے مطابق حافظ کے دیوان میں تقریباً **پانچ سو کے قریب غزلیں** شمار کی جاتی ہیں، اگرچہ مختلف نسخوں اور تدوین کے اصولوں کی وجہ سے تعداد میں اختلاف مل سکتا ہے ۔ حافظ کے دیوان کی پہلی غزل کے اشعارملاحظہ ہوں ؎

اَلاَ یَا اَیُّهَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَأْسًا وَّ نَاوِلْهَا که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکل‌ها

به بوی نافه‌ای کاخر صبا زان طره بگشاید ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دل‌ها

مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هردم جرس فریاد می‌دارد که بربندید محمل‌ها

ان کی ایک مشہور زمانہ غزل جس پر حافظ نے بتایا ہے کہ میرے کلام میں جو خدا داد صلاحیت موجود ہے اس پر کوئی حسد کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ، اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

بیا کہ قصرامل سخت سست است بنیاداست بیار بادہ کہ بنیاد عمر برباد است

ترا ز کنگرہ عرش می زند صفیر ندانمت کہ دراین دامگہ چہ افتاد است

حافظ کی شاعری کے اہم موضوعات:

۱) عشق

عشق حافظ کی شاعری کا بنیادی موضوع ہے۔

لیکن حافظ کا عشق صرف ظاہری اور دنیاوی عشق نہیں۔ بعض مقامات پر محبوب انسانی ہے، بعض مقامات پر محبوب کی علامت کے ذریعے روحانی حقیقت کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

اس لیے حافظ کی شاعری میں عشق **انسانی محبت بھی ہے اور روحانی جستجو بھی۔**

۲) عرفان و تصوف:

حافظ کی شاعری میں عرفانی فکر بہت نمایاں ہے۔ وہ انسان کو ظاہری نمود و نمائش کے بجائے دل کی پاکیزگی اور باطن کی حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ''میخانہ''، ''ساقی''، ''مے''، ''رند'' اور ''محبوب'' جیسے الفاظ بارہا آتے ہیں۔ ان الفاظ کو بعض قارئین ظاہری معنی میں لیتے ہیں اور بعض انہیں عرفانی اور علامتی مفہوم دیتے ہیں۔ یہی کثیرالمعنویت حافظ کی شاعری کی خاص خصوصیت ہے۔

۳) ریاکاری کی مخالفت:

حافظ نے ظاہری تقویٰ اور باطنی بدعملی کے تضاد کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کی شاعری میں **زاہد، شیخ، واعظ اور محتسب** جیسے کردار کبھی کبھی ایسی مذہبی ریاکاری کی علامت بن جاتے ہیں جس میں ظاہر تو پاکیزہ ہے مگر باطن میں اخلاص نہیں۔

حافظ کے نزدیک اصل اہمیت اخلاص، محبت، انسانیت، اور پاکیزہ دل کی ہے ۔ رندی''حافظ کی شاعری کا ایک اہم تصور ہے۔ حافظ کے ہاں رند صرف ایک آوارہ شخص نہیں بلکہ اکثر ایسا آزاد انسان ہے جو ظاہری منافقت، تعصب اور بناوٹ سے آزاد ہے۔ رندی میں آزادیِ فکر، اخلاص، بے نیازی، ظاہری نمود سے نفرت، انسانی محبت جیسے عناصر پائے جاتے ہیں۔

۴) زندگی کی ناپائیداری:

حافظ انسان کو دنیا کی عارضی حیثیت یاد دلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کی دولت، طاقت اور ظاہری شان مستقل نہیں۔ انسان کو زندگی کے مختصر لمحات کو محبت، خوشی اور معرفت کے ساتھ گزارنا چاہیے۔

ایرانیکا کے مطابق تقدیر کی پیچیدگی، زندگی کی ناپائیداری اور موجودہ لمحے کی قدر حافظ کی شاعری کے اہم فکری موضوعات ہیں

۵) حافظ کی زبان و بیان:

حافظ کی زبان فارسی شاعری کی انتہائی خوب صورت اور موسیقائی زبان سمجھی جاتی ہے۔ ان کی شاعری میں

صنایع لفظی و صنایع معنوی جس میں تشبیہ، استعارہ، کنایہ، تلمیح، ایہام، مراعات النظیر، تضاد، حسنِ تعلیل، موسیقیت کا عمدہ استعمال ملتا ہے۔ ان کا کلام بیک وقت **سادہ، دلکش، موسیقائی اور گہرائی** ہے۔

حافظ کی غزل کا فنی کمال:

حافظ کی غزل کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ اس کا ہر شعر بعض اوقات اپنی جگہ ایک مکمل خیال پیش کرتا ہے، لیکن تمام اشعار مل کر عشق، عرفان، زندگی یا انسانی تجربے کی ایک وسیع فضا پیدا کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں **خیال کی گہرائی اور لفظوں کی شیرینی** ایک ساتھ ملتی ہے۔ اسی لیے حافظ کا ایک شعر الگ پڑھنے پر بھی اثر پیدا کرتا ہے اور پوری غزل میں پڑھنے پر بھی ایک خاص جمالیاتی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ان کی شاعری میں موسیقی کا عنصر بہت مضبوط ہے۔ ان کی غزلوں کی بحر، قافیہ، ردیف، صوتی آہنگ اور الفاظ کی ترتیب ایسی ہے کہ اشعار پڑھنے اور سننے دونوں میں لطف پیدا ہوتا ہے بلکہ گائے جانے کے لیے بھی موزوں ہیں۔

می پنداریم کہ این شاعر مانند دیگران ، از مردم زمین نیست بلکہ شاعری است آسمانی ، ہر شعرش ہفتاد بطن دارد و ہر بطن آن ہفتاد معنی و ہر معنی آن تفسیربہ یکدیگر می گوییم واقعاحافظ ترجمان الاسرار است ۔ ے

پیمبر نیست لیکن نسخ کردہ
اساطیر ہمہ دیوان حافظ
ز ہفتم آسمان غیب آمد
لسان الغیب اندر شان حافظ

(مرحوم حاج ملا ہادی بحوالہ دیوان حافظ از جہانگیر منصور)

موصوف **حافظ شیرازی کی شاعری کی روحانی، عرفانی اور غیر معمولی معنویت** کو بیان کرنے کی صلاحیت کے قائل ہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شاعر دوسرے عام شاعروں کی طرح زمین کے لوگوں میں سے نہیں، بلکہ ایک **آسمانی شاعر** ہے۔ اس کے

ہر شعر میں ستر (۷۰) باطنی پہلو ہیں، اور ہر باطن کے ستر معنی ہیں، جبکہ ہر معنی کی مزید تشریح کی جا سکتی ہے۔ اسی لیے ہم ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ **واقعی حافظ "ترجمان الاسرار"اور (رازوں کو بیان ک کرنے والا) ہے۔ اور '' لسان الغیب '' ہے۔ یعنی حافظ کو غیب کی زبان کہا جاتا ہے۔**

حافظ کی شخصیت کئی پہلوؤں کا مرکب نظر آتی ہے وہ بیک وقت بلند پایہ شاعر، قرآن و اسلامی علوم سے واقف، انسانی نفسیات کو سمجھنے والے شاعر، عشق و عرفان کے ترجمان اورفارسی زبان کے بے مثال استاد نظر آتے ہیں ۔ ان کی شاعری میں ایک طرف صوفیانہ اور عرفانی رنگ نظر آتے ہیں ، دوسری طرف دنیاوی عشق اور انسانی جذبات بھی نمایاں ہیں۔

اسی کثیرالجہت کیفیت نے حافظ کی شاعری کو مختلف ادوار اور مختلف ناظرین کے لیے قابلِ قبول بنایا ہے۔ حافظ نے اپنے زمانے کے بعض حکمرانوں اور بااثر افراد کی مدح بھی کی اور بعض مواقع پر ان کے طرزِ عمل پر تنقید بھی کی۔ ان کی شاعری میں اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور مذہبی ماحول کی جھلک بھی ملتی ہے۔

فارسی غزل کی ترقی:

حافظ سے پہلے سعدی اور دوسرے شعرا فارسی غزل کو بلند مقام عطا کر چکے تھے، لیکن حافظ نے اس صنف کو ایک نئی فکری اور فنی بلندی عطا کی۔ ان کی غزل میں کا ایک پیچیدہ رشتہ قائم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حافظ کو فارسی غزل کا ایک عظیم ترین استاد سمجھا جاتا ہے۔حافظ چودھویں صدی کی فارسی غزل میں اپنی شاعرانہ صلاحیت کے اظہار کے لیے تقریباً اسی صنف کو بنیادی وسیلہ بناتے ہیں اور بعد کے فارسی غزل گو شعرا پر ان کا گہرا اثر پڑا، اس کے ساتھ ان کے کلام میں دوسری اصناف بھی ملتی ہیں، مثلاً قصیدہ، قطعات، رباعیات، ساقی نامہ وغیرہ۔

حافظ اور قرآن:

حافظ کی شاعری میں قرآن اور اسلامی روایات کی گہری جھلک ملتی ہے۔ ان کے اشعار میں قرآنی الفاظ، قصص، تلمیحات اور مذہبی تصورات کا استعمال ملتا ہے۔ ان کے کلام کا اثر نہ صرف فارسی شاعری پڑا بلکہ اردو کے متعدد شعرا نے حافظ کے عشق، رندی، ،ساقی، میخانہ، گل و بلبل، صوفیانہ فکر، رمز و ایہام جیسے موضوعات سے استفادہ کیا۔ خصوصاً اردو غزل کی تشکیل و ترقی میں فارسی غزل کی روایت بنیادی اہمیت رکھتی ہے، اور اس روایت میں حافظ کا مقام بہت بلند ہے

حوالہ جات:

۱۔ شرح دیوان حافظ شیرازی تحقیق و ترجمہ پروفیسر میاں مقبول احمد ۲۔ بزمِ
حافظ شیرازی کاشی ناتھ پنڈت
۳۔ دیوان حافظ بہ اہتمام جہانگیر منصور ۴۔
تاریخ ادبیات ایران رضا زادہ شفق ۵۔ ملا
عبدالنبی کی تالیف ''میخانہ'' ۶۔
ایران کی آفیشل ویب سائٹ